Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰ | اتوار ۔ ۶ جمادی الاوّل ۱۴۱۱ھ، ۲۵ نبوت ۱۳۶۹ ہش، ۲۵ نومبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۱۶

خدا کی محبت کے بغیر عبادت ضائع ہو جاتی ہے

"تمام جماعت کو اب اس پہلو پر زور دینا چاہیئے اور اپنی عبادتوں کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے ۔ کیا پتہ ہم ساری عمر عبادتیں کرتے رہے ہوں اور ساری عمر چندے بھی دیتے رہے ہوں لیکن خدا کی محبت غالب نہ ہو تو یہ ساری چیزیں ضائع ہو رہی ہیں ۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ ۔ الفضل ۲۲، نومبر ۱۹۹۰ء ص ۳)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ابتلاء اسی واسطے آتے ہیں کہ صادق جُدا ہو جائے اور کاذب جُدا ۔ خدا رحیم ہے مگر وہ غنی اور بے نیاز بھی ہے ۔ جب انسان اپنے ایمان کو استقامت کے ساتھ مدد نہ دے ۔ تو خدا تعالٰے کی مدد بھی منقطع ہو جاتی ہے ۔ بعض آدمی صرف اتنی سی بات سے دہریہ ہو جاتے ہیں کہ ان کا لڑکا مرگیا یا بیوی مرگئی یا رزق کی تنگی ہو گئی حالانکہ یہ ایک ابتلاء تھا جس میں پُورا نکلتے تو انہیں اس سے بڑھ کر دیا جاتا اور رزق کی تنگی سے پراگندہ دل ہونا (صاحب ایمان) کا کام متقی کا شیوہ نہیں یہ جو ؎

پراگندہ روزی پراگندہ دل

کہتے ہیں ۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ جو پراگندہ دل ہو وہ پراگندہ روزی رہتا ہے ۔ اور اوّل تو صادقوں کے سوانح دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے خود اپنے تئیں پراگندہ روزی بنا لیا ۔ کیونکہ حضرت ابوبکرؓ تاجر تھے بڑے معزز، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر سب کو دشمن بنا لیا ۔ کاروبار میں بھی فرق آگیا ۔ یہانتک کہ اپنے شہر سے بھی نکلے ۔ یہ بات خوب یاد رکھو کہ سچا تقوٰی ایسی چیز ہے جس سے تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں ۔ اور کُل پراگندگیوں سے نجات ملتی ہے ۔"

(ملفوظات جلد دہم ص ۱۲۴-۱۲۵)

تحریک وقف نو کے سلسلہ میں حضور کی ہدایات

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "وقفِ نو" کے آئندہ پروگرام اور لائحہ عمل کے سلسلہ میں بطور رہنمائی حسبِ ذیل ہدایات فرمائی ہیں ۔

۱ ۔ چونکہ ۳، اپریل ۱۹۹۱ء کو تحریک وقف نو کی مقررہ مدت ختم ہو رہی ہے اس لئے اس کے ساتھ ہی تحریک وقفِ نو میں شمولیت ختم ہو جائے گی ۔

۲ ۔ ۳، اپریل ۱۹۹۱ء کے بعد بچوں کا وقف حسبِ سابق وقفِ اولاد کے تحت جاری رہیگا ۔

۳ ۔ ۳، اپریل ۱۹۹۱ء کے بعد صرف وہ بچے تحریک وقفِ نو میں شامل ہو سکیں گے ۔

(الف) جن کے والدین نے اپنی متوقع اولاد کو وقف کرنے کی درخواست باقاعدہ تحریری طور پر ۳، اپریل ۱۹۹۱ء سے قبل بھجوادی ہو گی ۔ ان کے بچے جب بھی پیدا ہوں گے ! اس تحریک میں شامل ہو سکیں گے ۔

(ب) یا جن کے والدین نے ۳، اپریل ۱۹۹۱ء سے قبل باقاعدہ تحریری طور پر وعدہ کیا ہو کہ آئندہ بچہ / بچی کو وقف کریں گے ۔ ایسے احباب کو جب بھی خدا تعالیٰ اولاد عطا فرمائے گا وہ وقفِ نو میں شامل ہو سکیں گے ۔

۴ ۔ وہ احباب جن کے اس چار سال کے عرصہ ۳، اپریل ۱۹۸۷ء تا ۳، اپریل ۱۹۹۱ء میں بچے پیدا ہوئے ہیں مگر انہوں نے وقف کے لئے درخواست نہیں بھجوائی اور ۳، اپریل ۱۹۹۱ء کے بعد اس عرصہ میں پیدا شدہ بچوں کو وقف کرنا چاہیں گے وہ وقفِ نو میں شامل نہیں کئے جائیں گے ۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

آپس میں تحائف کا تبادلہ کیا کرو ۔ کیونکہ تحفہ دلوں سے کینے کو دور کرتا ہے ۔

تحریک جدید کے وعدے بھی بڑھائیں اور ادائیگیاں بھی تیز کریں

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو

"میں احباب جماعت کو دو چندوں کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں ایک تو چندہ تحریک جدید ہے اور دوسرا چندہ وقفِ جدید ۔ تحریک جدید کی آمد اب تک جو ہوئی ہے وہ تسلی بخش نہیں ۔ گو وہ ہے کافی (جماعت بڑی قربانی کرنے والی ہے) لیکن بعض دفعہ احباب جماعت تو چست ہوتے ہیں مگر مقامی طور پر نظام جماعت سست ہوتا ہے اور اس طرح کا غذوں میں کمی نظر آجاتی ہے ..... غرض وعدے بھی بڑھانے ہیں اور ادائیگیاں بھی تیز کرنی ہیں تاکہ جو کام خدا تعالٰے کے فضل سے کامیابی کے ساتھ تحریک جدید کی قربانیوں کے نتیجہ میں ساری دنیا میں ہو رہا ہے وہ جاری رہ سکے اور ترقی کر سکے ۔ تحریک جدید کے کام نے آہستہ آہستہ ترقی کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہماری ضرورتیں بھی بڑھ رہی ہیں ۔ جب یہ کام شروع ہوا تھا تو سارا مالی بوجھ ہندوستان (اس وقت تقسیم ملک نہیں ہوئی تھی) کی جماعتوں پر تھا ۔ بیرونی جماعتیں بڑھیں اور اللہ تعالٰے نے ان کے دلوں میں بھی اخلاص اور ایثار کا جذبہ پیدا کیا اور اس وقت وہ (غیر ممالک کے احمدی) پاکستان کے کل چندہ تحریک جدید سے آٹھ گنا زیادہ چندہ ادا کر رہے ہیں گویا پاکستان کی جماعتیں اخراجات (جو بیرونی ملک میں ہو رہے ہیں) کا آٹھواں حصہ بلکہ اس سے بھی کم (شاید نواں حصہ) ادا کر رہی ہیں ۔ پھر اس رقم میں سے بھی کچھ رقم باہر نہیں جا سکتی کیونکہ اس وقت فارن ایکسچینج پر پابندی لگی ہوئی ہے ۔ یہاں کے اخراجات بھی ہیں مثلاً مربیان کی تربیت ہے ۔ مربی پیدا کرتے، یہاں کے کارکنوں کی تنخواہوں وغیرہ اور خط و کتابت پر بہت سے اخراجات یہاں کرنے پڑتے ہیں ۔ غرض ہمارا چندہ تحریک جدید کے کل چندہ کا کوئی آٹھواں یا نواں حصہ بنتا ہے اگر ہم اس کی ادائیگی میں بھی سستی کریں تو ہم سلسلہ کی ضرورتوں کو کیسے پورا کریں گے ۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸، اکتوبر ۱۹۷۵ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۵۔ نبوت ۱۳۶۹ ہش
۲۵۔ نومبر ۱۹۹۰ء

استعداد کا دائرہ

ہم کیا کچھ کر سکتے ہیں اور جو کچھ کر سکتے ہیں اس میں کہاں تک کمال پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ بات تو ہم نہیں جانتے۔ لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم یہ جان بھی نہیں سکتے۔ اگر نہیں جانتے تو اس لئے کہ ہم کچھ کرتے نہیں۔ اور اگر جان سکتے ہیں تو اس لئے کہ ہم کام کرنا شروع کر دیں اور کرتے ہی رہیں۔ نہ تھکیں نہ ہاریں۔ نہ دل چھوڑیں۔ آخر کام کرنے سے ہی پتہ چلے گا کہ ہم کیا کچھ کر سکتے ہیں اور کرتے رہنے ہی سے معلوم کر سکیں گے کہ ہماری صلاحیت ہمیں اس کام کے کمال کی کس منزل تک لے جاسکتی ہے۔

حضرت امام جماعت (الثالث) اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا رہے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اپنی استعداد کے دائرے کو مکمل کریں۔ دائرے کا تو کسی کو علم نہیں کہ کتنا وسیع ہے۔ لیکن اسے مکمل کرنے کیلئے یہ بات تو لازمی ہے کہ اسے مکمل کرنے کی کوشش جاری رکھی جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ حضور کا یہ فرمانا کہ اپنی استعداد کے دائرے کو مکمل کریں کا یہ مطلب تھا کہ کام کو کبھی ترک نہ کریں۔ اور کسی معیار سے مطمئن نہ ہو جائیں۔ کام کرتے رہیں اور اسے اچھے سے اچھا کرنے کی کوشش میں مصروف رہیں۔ یہ بات ہمیں حوصلہ دیتی ہے کہ تھکنا اور ہارنا نہیں اور کام کو بہتر سے بہتر کیا بھی جا سکتا ہے اور کرنا بھی۔ کہتے ہیں نا کہ کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی۔ گویا کمال کا حاصل کرنا یا استعداد کے دائرے کا مکمل کرنا "کسب" چاہتا ہے۔ حصول کی کوشش۔ اور اس کمال کے حصول کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان دنیا بھر کا پیارا بن جاتا ہے۔ اگرچہ اصل غرض دنیا کا پیارا بننا نہیں۔ بلکہ کمال حاصل کرنا ہے۔ لیکن وہ بات بھی اس کے ساتھ ہی حاصل ہو جاتی ہے۔

حضرت امام جماعت (الثالث) فرماتے ہیں:

"جس رنگ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے اس رنگ میں ہر احمدی کو محنت کرنی چاہیئے اور اپنی جدوجہد کو انتہا تک پہنچانا چاہیئے۔ ہر فرد کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے صلاحیت کی شکل میں اسے جو اصلی قوت اور اصلی دولت عطا فرمائی ہے اس سے وہ اپنے دائرہ صلاحیت کے اندر زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائے۔"

اپنے رفیق کار کو بھی ساتھ لے کے چل
اس کو سنبھال راہ میں اور آپ بھی سنبھل
تُو اس سے دوستی کو نبھا، اور یوں نبھا
اس کے ہر اک عمل میں ہو پنہاں ترا عمل

ابوالاقبال

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا منظوم کلام

ایک پُکار

کیا اِلتجا کروں کہ مجسّم دُعا ہوں مَیں
سرتا بہ پا سوال ہوں سائل نہیں ہوں مَیں

میری خطائیں سب ترے غفراں نے ڈھانپ لیں
اب بھی نگاہِ لُطف کے قابل نہیں ہوں مَیں ؟

وحشت مری نہیں ابھی ہم پایۂ جنوں
اہلِ خرد پہ بار ہوں عاقل نہیں ہوں میں

میرا کوئی نہیں ہے ٹھکانا ترے سوا
تیرے سوا کسی کے بھی قابل نہیں ہوں مَیں

مِٹتی ہوئی خودی نے پکارا کہ اے خدا!
آجا کہ تیری راہ میں حائل نہیں ہوں مَیں

یہ راگ دل کا راز ہے سُن دردِ آشنا
کچھ ہمنوائے شورِ عنادل نہیں ہوں مَیں

مستحق یتامیٰ کے بارے میں ایک ضروری اعلان

حضور کے ارشاد کے تحت ربوہ میں ایک ادارہ دارالاکرام کے نام سے کھولا جا رہا ہے۔ اس کی عمارت بفضلہ تعالیٰ بیوت الحمد کے ساتھ تیار ہو چکی ہے۔

اس ادارہ میں ایسے مستحق یتامیٰ داخل کئے جا سکیں گے جن کی تعلیم و تربیت کا فریضہ کسی طور بھی انفرادی سطح پر ناممکن ہو اور جماعتی تربیت کے تحت اُن کی پرورش اور تعلیم مقصود ہو۔

اگر آپ کے حلقہ میں کوئی ایسا مستحق یتیم طالب علم ہو جس کے لئے اس مرکزی بورڈنگ میں رہ کر تعلیم حاصل کرنا مفید اور مناسب اور ضروری ہو تو ایسے یتامیٰ کے مکمل کوائف مقامی انتظام جماعت کی تصدیق اور امارت کی سفارش کے ساتھ مرکز کو بھجوائیں۔

امرائے اضلاع سے بھی درخواست ہے کہ وہ اپنے حلقہ امارت میں تفصیلی جائزہ لے کر ایسے بچوں کے مکمل کوائف اپنی تصدیق اور سفارش کے ساتھ مرکز کو ارسال کریں۔

(سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی C/O دارالضیافت ربوہ ضلع جھنگ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون سین

امریکی انتخابات میں عرب/امریکیوں کا حصہ

۸ نومبر کو امریکہ میں کچھ انتخابات ہوئے تھے ان انتخابات میں عرب امریکیوں نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ویسے تو پہلے بھی اکا دکا یہاں وہاں کہیں نہ کہیں۔ عرب امریکی انتخابات میں حصہ لیتے ہی رہے ہیں لیکن اس دفعہ ایسا لگتا ہے کہ پہلے سے بہت زیادہ حصہ لیا گیا ہے۔ ۳۵ عرب امریکن قومی سطح پر، ریاستی سطح پر اور لوکل الیکشنوں میں حصہ لے رہے تھے اور یہ ساری کارروائی ۱۸ ریاستوں میں ہو رہی تھی۔ ان میں سے چار تو ایسے ہیں جو کانگریس کی رکنیت کے امیدوار تھے۔ باقی کوئی ریاستی گورنرشپ کیلئے، کوئی سینیٹر بننے کے لئے، کوئی ٹریژرر (خزانچی) بننے کے لئے، کوئی اٹارنی جنرل بننے کے لئے، کوئی میئر بننے کے لئے، اور کوئی جج اور شیرف بننے کیلئے۔

اگرچہ عام طور پر دیکھا جائے اور دوسرے ممالک سے آنے والوں کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو عرب/امریکیوں کی سیاست میں آنے کی رفتار تو کم ہے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ مستقل مزاجی کے ساتھ اس سڑک پر چل پڑے ہیں اور جیسے کہ ایک عرب/امریکن ڈین عیسے (DAN ISSA) نے بتایا ہے وہ جلد ہی اپنی رفتار بڑھانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یہ ڈین عیسے روڈ آئی لینڈ میں سینیٹر کی سیٹ کے لئے دوبارہ انتخاب لڑ رہے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ جس طرح دیگر اقلیتیں آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی ہیں اور امریکی زندگی پر اثرانداز ہو رہی ہیں۔ اسی طرح عرب/امریکی بھی اپنی جگہ بنا رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں جب وہ نمایاں حیثیت حاصل کرلیں گے۔ یہ شخص ڈین عیسے آج سے سترہ سال پہلے روڈز آئی لینڈ کے ایک عہدے کے لئے چنے گئے تھے۔ اب اس روڈز آئی لینڈ میں دو اور عرب/امریکی بھی ریاستی عہدوں پر فائز ہیں۔ ایک اور عرب/امریکی جن کا نام آذر ہے وہ ہاؤس آف ریپریزنٹیٹوز میں موجود ہیں۔ یہ تو بڑے بڑے عہدے ہیں لیکن ان سے کم بھی جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے کہ میئر بننے کے لئے یا اٹارنی جنرل بننے کے لئے یا جج اور شیرف کی پوزیشن حاصل کرنے کے لئے متعدد عرب امریکی کوشاں رہتے ہیں اور ان میں سے بعض سخت مقابلے کے باوجود کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔

جہاں تک اجتماعی زندگی کا تعلق ہے یہ کہا جا سکتا ہے کہ عرب امریکی صرف اپنے ہی ووٹوں پر انحصار نہیں کرتے بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ ملا کر چلتے ہیں جیسا کہ وہ خود بھی بعض علاقوں میں دوسروں کو ووٹ دے کر کامیاب بناتے ہیں۔ اب عرب/امریکیوں کو اس بات کا احساس ہو رہا ہے کہ انہیں امریکی زندگی میں گھل مل جانا چاہیئے سب لوگوں کی مدد حاصل کرتے ہوئے اپنا صحیح مقام حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ان میں سے اکثر جو اس وقت خاصے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں نے، یا شروع میں وکالت کی یا سکولوں میں استاد بنے یا انہوں نے تجارت میں حصہ لیا اور اس طرح آہستہ آہستہ اپنا اثر و رسوخ بڑھاتے رہے۔ کیلیفورنیا کی ریاست کے سینٹ میں اپنے دوبارہ انتخاب کے لئے واڈی ڈاڈی (Wadiededdie) ایک ڈیموکریٹ عرب امریکی ہے انہوں نے بھی اسی طرح ایک معمولی سے عہدے سے شروع کیا اور اپنا اثر و رسوخ بڑھاتے بڑھاتے اب وہ خاصے اونچے نکل گئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مختلف ملکوں کی تہذیب اور ان کے تمدن آہستہ آہستہ یوں بدلتے رہتے ہیں کہ دیگر ممالک کے لوگ یہاں آکر بس جاتے ہیں اور پھر ملکی اور غیر ملکی جب اکٹھے زندگی گزارنے لگتے ہیں تو ایک دوسرے کی باتیں اخذ کر کے ایک نیا تمدن پیدا کر دیتے ہیں امریکہ میں بھی بعض ایسی جگہیں ہیں جہاں پر غیر ملکیوں نے خاصا اثر ڈالا ہے کہیں آپ کو چینی نظر آئیں گے کہیں آپ کو ایشیاء کے دیگر ممالک کے لوگ نظر آئیں گے کہیں عرب نظر آئیں گے اور یہ سب اگرچہ امریکہ سے کچھ لیتے بھی ہیں لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ امریکہ کو بہت کچھ دیتے بھی ہیں آغاز میں تو مقامی لوگ بیرونی لوگوں سے یہاں نفرت کرتے ہیں یا ویسے ہی ان سے زیادہ ملنا جُلنا پسند نہیں کرتے لیکن آہستہ آہستہ جب ایک سے دوسری نسل اور دوسری سے تیسری نسل سامنے آتی ہے اور تمام بچے گھل مل کر رہنے لگتے ہیں تو تمدن پر یہ بات خاصی اثرانداز ہوتی ہے۔

حضرت امام جماعت (الرابع) اللہ تعالیٰ آپ کی ہمیشہ مدد فرماتا رہے۔ نے گذشتہ ایام میں یورپ میں بسنے والے احمدیوں کو یہ تلقین فرمائی تھی کہ وہ اس بات کی کوشش کریں کہ مقامی لوگوں کی اچھی چیزیں اخذ کریں اور اپنی اچھی چیزیں اُنہیں پیش کریں ایسا نہ ہو کہ وہ ان ممالک کی چمک دمک دیکھ کر ان کی بری باتیں بھی اپنا لیں اور اس طرح جو ان کے پاس اچھی باتیں ہیں وہ بھی ضائع ہو جائیں اور ان کے یہاں آنے کی وجہ سے ان کی زندگی پہلے سے زیادہ خراب ہو جائے حضور نے اس بات کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی کہ ان لوگوں میں بھی خوبیاں ہیں اور آپ لوگوں میں بھی خوبیاں ہیں کوشش یہ کی جائے کہ آپ اپنی خوبیاں انہیں عملی طور پر دکھائیں تاکہ وہ انہیں لے سکیں اور آپ بھی ان کی اچھی اچھائی اور برائی میں تمیز کر کے جو اچھی باتیں ہیں وہ لے لیں اور اس طرح اپنی زندگی کو اور اس کے ساتھ ہی یہاں کے لوگوں کی زندگی کو بھی بہتر بنائیں۔

کتاب کا زخم

کہتے ہیں تلوار کا زخم تو بھر جاتا ہے لیکن زبان کا زخم نہیں بھرتا اور اگر زبان کا زخم نہیں بھرتا تو کتاب کا زخم کس طرح بھر سکتا ہے۔ حال ہی میں فرانس میں ایک کتاب نوٹرے ایملے رائے

NOTRE AMILLEROI

"یعنی ہمارا دوست۔ بادشاہ" ہاتھوں ہاتھ بک رہی ہے۔ کتاب لکھی تو ایسے رنگ میں گئی ہے کہ یوں محسوس ہو کہ بادشاہ کی چاپلوسی کی گئی ہے اور کسی بہت قریبی دوست نے یہ کتاب لکھی ہے تاکہ لوگوں کے دلوں میں بادشاہ کی محبت پیدا ہو۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب کا داخلہ اور اس پر تبصرے مراکش میں غیر قانونی قرار دے دیئے گئے ہیں۔ بظاہر شاہ حسن مغرب کے خاصے قریبی دوست ہیں لیکن جو کچھ اس کتاب میں لکھا گیا ہے ایک بادشاہ کے لئے اس کا برداشت کرنا آسان نہیں۔ مصنف کہتا ہے کہ بظاہر تو کثیر الجماعتی نظام موجود ہے اور آزادی اظہار بھی۔ لیکن بادشاہ کسی نہ کسی بہانے سے اپنے سیاسی مخالفین سے انتقام لینے کے لئے انہیں لمبے عرصے تک جیلوں میں پھینک دیتے ہیں۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے بھی یہ کہا ہے کہ اس وقت سینکڑوں آدمی ضمیر کے قیدی ہیں اور انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔

جہاں تک مراکش کی اقتصادیات کا تعلق ہے یمن اور مراکش دنیا کے غریب ترین ملکوں میں شمار کئے جاتے ہیں اور غریب ممالک میں بھوک کی وجہ سے احتجاج بھی پیدا ہوتا ہے لیکن احتجاج عام طور پر قابل قبول نہیں ہوتا۔ چنانچہ یہ کتاب جو فرانس میں تو گرم کیک کی طرح بک رہی ہے اور اس پر لمبے لمبے تبصرے شائع ہو رہے ہیں اور چند ایک حصوں کو چھوڑ کر سمجھا جاتا ہے کہ یہ بادشاہ کی ضرورت سے زیادہ تعریف میں لکھی گئی ہے لیکن وہی چند ایک حصے بادشاہ کو اس قدر ناپسند ہیں کہ اس کتاب اور اس پر تبصروں کی درآمد پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بعض اخبارات جو تبصرے لکھ رہے ہیں۔ وہ سرکاری ذرائع ابلاغ ہیں اور اس طرح فرانس کی حکومت بھی بادشاہ کے خلاف پراپیگنڈے میں ملوث ہے۔ ایک اور بات جو بادشاہ کو خاص طور پر تکلیف دہ نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ مدر متراں کی بیگم بھی بعض ایسی تنظیموں کی سربراہ ہیں جو انسانی حقوق کی بات کرتی ہیں اور اس طرح شاہ حسن کے خلاف بیان دینے سے نہیں چوکتیں بعض واقعات جو اس کتاب میں بیان کئے گئے ہیں وہ ان قیدیوں سے متعلق ہیں جو ایک لمبا عرصہ قید میں رہنے کے بعد کسی نہ کسی طرح وہاں سے بھاگ نکلے اور انہوں نے باہر جاکر اپنی دردناک کہانی بیان کی۔ ان میں سے بعض دوبارہ پکڑے بھی گئے یہ لوگ جو قید خانوں سے بھاگ گئے۔ چاہے بعد میں پکڑے ہی گئے ہوں۔ ان کے اہل خانہ پر بھی تشدد کی مثالیں دی گئی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم نے کوئی جرم نہیں کیا اور اس کے باوجود ہمیں سالہا سال تک جیل میں رکھا گیا ہے اور ہم پر ظلم کیا گیا ہے۔

فرانس کی حکومت نے حزب اختلاف جس کے ساتھ شاہ حسن کے اچھے تعلقات ہیں، نے ایک ہینڈ آؤٹ جاری کیا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ اس کتاب اور اس پر تبصروں کے ذریعے مراکش اور فرانس کے تعلقات میں رخنہ ڈالا جا رہا ہے۔

جیسا کہ ہم نے شروع میں کہا ہے کہ زبان کا زخم نہیں بھرتا تو کتاب کا زخم کس طرح بھرے گا۔ یہ کتاب لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو کر کروڑوں انسانوں نے پڑھی ہے۔ اور شاہ حسن کے خلاف ان کے دل میں جذبات پیدا ہوتے ہوں گے اب یہ زخم جو اس کتاب کے ذریعے شاہ حسن کی زندگی پر لگایا گیا ہے کس طرح بھر سکتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرزا عبداللطیف

پپیتا

خاکسار اپنا ایک مضمون "پپیتے" کے متعلق بھیج رہا ہے۔ یہ مضمون قلم برداشتہ ہے اور بغیر کسی ریفرنس یا کتاب کے تحریر کیا گیا ہے اس پر بنائی گئی ڈرائینگ بھی براہ راست قلم سے کی گئی ہے۔ پپیتا غریبوں کا پھل ہے اور چونکہ بہت آسانی سے کاشت ہو سکتا ہے اس لئے کار خیر سمجھ کر اس کی معلومات قارئین تک پہنچانے کی کوشش کی جا رہی ہے یہ بہت خوشی کی بات ہے کہ الفضل میں ہر قسم کے مضامین کو جگہ دی جا رہی ہے جس سے اخبار کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے۔ بعض مضامین کا بہاؤ کم ہوا ہے اور تاریخ احمدیت سے تعلق رکھنے والے مضامین کو زیادہ جگہ دی جا رہی ہے۔ پاکستان کے موجودہ حالات میں ضرورت بھی اس بات کی ہے کہ جماعت کے احباب کے سوانح حیات کو محفوظ کیا جائے۔ اور مذہبی مضامین سے حتی الامکان اجتناب کیا جائے کیونکہ ان کو آزادی سے تحریر کرنا موجودہ قانونی رکاوٹوں کی وجہ سے ممکن نہیں رہا۔ بس کسی نہ کسی صورت اخبار قارئین تک پہنچنا چاہیئے تاکہ جماعت کی خبروں کی ترسیل جاری رہے۔ خاکسار کا تاثر یہی ہے کہ آپ کی پالیسی نہایت کامیاب ہے اور آپ کے زیر ادارت اخبار کا معیار بہت بلند ہے۔ خاکسار کی طرف سے مبارک باد قبول فرمائیں۔

پپیتا کے متعلق اخبار الفضل میں بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) سید ممتاز احمد صاحب کی دی ہوئی معلومات پڑھیں۔ ۷ نومبر ۱۹۹۰ء کے الفضل میں ممتاز بیگم صاحبہ نے مزید معلومات چاہی ہیں۔ اس سلسلے میں خاکسار کو ۱۶ سال کا تجربہ ہے۔ اس لئے خاکسار اپنے تجربات عرض کر رہا ہے امید ہے کہ احباب اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

پپیتا کے لئے مرطوب آب و ہوا کی ضرورت ہے۔ کراچی کی ساحلی پٹی اس کے لئے بے حد موزوں ہے اور اس کے علاوہ لاہور گوجرانوالہ سیالکوٹ گجرات۔ اسلام آباد۔ راولپنڈی کے وہ علاقے جہاں بارشیں زیادہ ہوتی ہیں وہاں پپیتا نسبتاً آسانی سے اور بکثرت پیدا ہوتا ہے جھنگ ملتان اور ربوہ کی آب و ہوا نسبتاً خشک ہے لیکن یہ درخت مناسب دیکھ بھال سے یہاں بھی اگایا جا سکتا ہے۔ اس درخت کی کیفیت یہ ہے کہ کھجور کی طرح فضا میں بلند ہوتا ہے۔ اندر سے کھوکھلا ہوتا ہے حتیٰ کہ اس کے ڈنٹھل اور پتے کی موٹی رگیں بھی کھوکھلی ہوتی ہیں اور جس طرح کیلے کے درخت کو بکثرت پانی کی ضرورت ہوتی ہے پپیتا بھی پانی کو بکثرت چاہتا ہے اگر فضا میں نمی کم ہو تو پتے کملا جاتے ہیں ایسے عالم میں ضروری ہے کہ اسے کثرت سے پانی دیا جائے۔ ربوہ کے علاقے میں گرمیوں میں اس کی بہت دیکھ بھال کرنے اور پانی دینے کی ضرورت ہے اور روزانہ دو وقت پانی دینے کی ضرورت ہے۔

بیج اگانے کا موسم مارچ سے اگست تک ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ اگر پکے ہوئے پھل سے تازہ بیج جو ابھی گیلے ہوں ریتلی مٹی میں ہلکی راکھ کی تہ سے ڈھانپ کر اسے پانی سے نمدار رکھا جائے تو بیج جلدی اگتے ہیں۔ وہ بیج جو بالکل خشک کر لئے گئے ہوں وہ بھی دس بارہ روز میں اگ آتے ہیں۔ موسم برسات میں زیادہ اگتے ہیں۔ بہرحال گرم موسم کی ضرورت ہوتی ہے اور بیجوں کو نمی چاہیئے۔ اسی طرح جب تک بارشیں ہوتی رہیں اور موسم برسات رہے پودے کے بڑھنے کی رفتار تیز ہوتی ہے۔ سردیوں میں یہ رفتار بہت کم ہو جاتی ہے۔ خشک علاقوں میں پودا دیر سے بڑھتا ہے لیکن پانی دینے سے اس کی رفتار کو تیز کیا جا سکتا ہے۔ شدید لو اور شدید سردی سے پودے کو بچانا چاہیئے۔ اور ہو سکے تو کہر سے بچانے کے لئے سایہ کیا جائے۔ لیکن دن کے باقی حصے میں سایہ ہٹا دیں۔ اسی طرح شدید گرمی کے دنوں میں اگر لو لگنے کا خطرہ ہو تو پودے کسی بڑے درخت کی اوٹ میں اس طرح کاشت کئے جائیں کہ دوپہر کو جبکہ سورج کی شعائیں پودے کے مرجھانے کا باعث بنیں بڑے درخت کا سایہ پپیتے کے پتوں پر پڑے۔

پپیتے کا درخت تمام درختوں سے زیادہ نازک ہوتا ہے۔ جہاں دیمک ہو وہاں یہ پودا جلدی ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض دفعہ پودے کے تنے کو پھپھوندی لگ جاتی ہے اور اس کی نشانی یہی ہے کہ وہاں تنے کے ریشے خشک ہو کر چھلنی کی مانند نظر آتے ہیں۔ اگر پودے میں جان ہو تو بسا اوقات پودا اپنے بیمار حصوں اور زخموں کی مرمت کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اسی طرح اگر پودے کا پتوں والا حصہ کاٹ دیا جائے اور بارش کے پانی سے اوپر کا تنہ گلنے سڑنے سے محفوظ ہو سکے تو پودا تنے میں سے نئی شاخیں نکال لیتا ہے اس لئے پودے کے اوپر کے زخمی حصے کو بارش سے بچانے کے لئے پلاسٹک شیٹ کی مدد سے محفوظ کرنا چاہیئے جہاں یہ پودا اتنا نازک ہوتا ہے وہاں اس کی جڑیں پانی کی کثرت کو چاہتی ہیں اور یہ پانی اس پودے کی جان ہے کیونکہ اس پودے میں لکڑی برائے نام ہوتی ہے اس کے رگ و ریشے پانی سے ایسے ہی بھرے ہوتے ہیں جیسے کیلے کا تنا۔ اس کی نزاکت یہ ہے کہ اگر اس کے اردگرد صفائی نہ رکھی جائے۔ یا قریب کے درختوں یا دیواروں سے پھپھوندی اس تک پہنچ جائے تو پودا جلدی تباہ ہو جاتا ہے۔ جڑیں بھی پانی کو تب ہی قبول کرتی ہیں اگر پھپھوندی کے جراثیم اور گندے مادے جڑ کو بیمار نہ کر دیں۔ اس لئے ریت یا مٹی کا احتیاط سے معائنہ کرنا چاہیئے۔ زمین کو کھود کر پتھر وغیرہ نکال دیں اور ایک حصہ مٹی اور ۲ حصے ریت ملا کر بیج بو دیں۔ جب پودا پانچ انچ تک ہو جائے تب آپ اسے نکال کر مستقل جگہ پر لگا دیں۔ کمزور پودے کو مناسب لکڑی یا جڑ کے گرد مٹی لگا کر سہارا دیا جائے۔ جب پودا بڑا ہوگا پھر اسے سہارے کی ضرورت نہ رہے گی۔ ڈیڑھ سال میں پھل دینا شروع کر دیتا ہے۔

اس درخت میں نر اور مادہ پودے علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ جب پودا ایک میٹر تک بلند ہو جائے تو نر پودے میں پھول آ جاتے ہیں۔ میرا مشاہدہ یہی ہے کہ نر پودا جلدی بڑھ جاتا ہے اور مادہ سے پہلے پھول پیدا کرتا ہے جبکہ مادہ پودا سست رفتاری سے بڑھتا ہے۔ پس جب کوئی پودا تیزی سے بڑھتا نظر آئے تو زیادہ خوش نہ ہوں کیونکہ ہو سکتا ہے وہ نر پودا ہو۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض پھلوں کے بیجوں سے نر پودے بہت زیادہ نکلتے ہیں اور مادہ بہت ہی کم نکلتے ہیں اور چونکہ بکثرت نر پودے فضول ہوتے ہیں اور ہر چھ مادہ پودوں کی قطار میں ایک نر کافی ہوتا ہے اس لئے ان فالتو نر پودوں کو ضائع کرنا ہی پڑتا ہے۔ یوں اکثر باغبان کو افسوس ہوتا ہے۔ پس جب کوئی پودا بہت کمزور اور ناتواں نظر آئے تو اس کی بھی تندہی کے ساتھ حفاظت کرنی چاہیئے۔ ہو سکتا ہے کہ وہی مادہ نکلے۔

چونکہ یہ پودے اچانک پھپھوندی اور گرمی سردی سے تباہ بھی ہو جاتے ہیں اور اندر ہی اندر جو بیماریاں لگتی ہیں بعض اوقات ان کا پتہ نہیں چلتا۔ اس لئے ہر سال اس کی کاشت ساتھ ساتھ جاری رکھنی چاہیئے بہت زیادہ کھاد کی اس پودے کو ضرورت نہیں۔ صرف مٹی بھر بھری اور ریتلی ہونی ضروری ہے۔ اس کا پھل پکنے کا موسم فروری مارچ سے لے کر اکتوبر تک ہے اس کے بعد سردی کی شدت سے پھل نہیں پکتا۔ اگست کے بعد پودے میں نئے پھول آتے ہیں اور تنے کے ساتھ ساتھ پھل لگتا جاتا ہے۔

اس درخت پر تقریباً سارا سال پھل لگا رہتا ہے۔ جون اور جولائی کی شدید گرمی میں پھل پکنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھل ہمیشہ بالائی حصے میں لگتا ہے۔ جہاں پہلے پھل لگا ہو وہاں دوبارہ نہ تو پھل آتا ہے اور نہ ہی عموماً پتے نکلتے ہیں۔ البتہ شاذو نادر اس میں کبھی کوئی شاخ نکل آتی ہے جو بڑھ کر بجائے خود تنے کے قائم مقام ہو جاتی ہے اور اس کے بالائی حصہ پر پھل لگنے شروع ہو جاتے ہیں لیکن اگر پھل بھاری ہو جائیں تو پھل کے بوجھ سے یہ شاخیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اس لئے اصلی اور پہلا تنا ہی بہتر ہوتا ہے اور اس قسم کے اضافی تنوں کو نکلنے سے روکنا چاہیئے کیونکہ اس سے اصل تنے پر لگے ہوئے پھلوں کو پوری غذائیت نہیں ملتی اور وہ چھوٹے رہتے ہیں

اس درخت کو زمین میں مستقل بنیادوں پر لگاتے ہوئے یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ کھجور کی طرح بہت بلند و بالا بھی ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے پھل اتارنا محال ہو جاتا ہے۔ پکا ہوا پھل فاختہ بلبل اور کوئل شوق سے کھاتی ہے۔ طوطے بھی اس کا خوب صفایا کرتے ہیں اور بلند درخت کو باغبان حسرت سے ہی دیکھتا رہ جاتا ہے۔ عموماً پرندے ہی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس لئے اسے مکان کی دیوار کے قریب کاشت کرنا چاہیئے تاکہ اگر پہنچ سے بہت بلند ہو جائے تو چھت کی منڈیر پر چڑھ کر درخت کے پھلوں تک ہاتھ بڑھایا جا سکے سیڑھی اس درخت سے نہیں لگائی جا سکتی۔ کیونکہ اس قدر نازک ہوتا ہے کہ ایک دفعہ جڑ ہل گئی تو پورا درخت دھڑام سے زمین پر آ گرے گا۔ جس کے اچانک گرنے سے نہ صرف کسی کے سر پھٹنے کا خطرہ ہو سکتا ہے بلکہ درخت کے تمام پھل آن واحد میں زمین پر بکھرنے کے علاوہ تنا پھٹ کر تباہ ہو جاتا ہے۔

اس کا پھل خربوزے کی مانند ہوتا ہے

باقی صفحہ 5 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشیر احمد زاہد

تلفظ — بعض اور پہلو

گذارش ہے کہ روزنامہ الفضل مجریہ ۱۳ اکتوبر میں مکرم جمیل الرحمن صاحب رفیق کا ایک مختصر مضمون بعنوان تلفظ نظر سے گذرا۔ اسکے ذیل میں آپ محترم کا ایک مختصر ترین چند سطری نوٹ جو "ماقل و دل" کی حقیقت کا علمبردار تھا۔ پڑھنے میں آیا۔ اور پھر مکرم پروفیسر صوفی بشارت الرحمن صاحب ایم۔ اے نے آپ کے اس مختصر ترین نوٹ کی جو قدرے وضاحت فرمائی وہ بھی میرے مطالعہ میں آئی اور یہ سب باتیں ازدیاد مسرت کا باعث بنیں کہ آپ کے عہدِ ادارت میں جہاں روزنامہ الفضل میں حالاتِ حاضرہ کے بارے میں معلومات افزا متنوع مضامین دیکھنے میں آتے ہیں وہاں آپ نے ایک دلچسپ علمی تحقیقی بحث کو آغاز دیا ہے۔

میں ایک بہت کم علم بلکہ بے علم دیہاتی ہوں لیکن اس کے باوجود اس بلند پایہ علمی مجلس میں آگیا ہوں امید ہے دل شکنی نہ کریں گے اور کچھ کہنے کی اجازت بخشیں گے

۱۔ جن دنوں مکرم برادرم ثاقب زیروی صاحب "دورِ خسروی" کی طباعت و اشاعت کیلئے سرگرداں و پریشان تھے۔ ایک دن وہ خاکسار کو بھی اپنے ساتھ لے کر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج قادیان کی بابرکت خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر محترم حضرت صاحبزادہ صاحب کے ارشاد کے مطابق وہ محترم حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کی خدمت میں آئے جب کہ خاکسار بھی ان کے ہم رکاب تھا محترم حضرت حافظ صاحب کے سامنے اس وقت بڑی بڑی ضخیم کتابیں بکھری پڑی تھیں۔ غالباً ایک دوست ورق گردانی میں مصروف تھے۔ علیک سلیک کے بعد محترم حضرت حافظ صاحب نے ایک ایسی بات بیان فرمائی جس کا زیرِ نظر موضوع سے بھی ایک حد تک تعلق ہے۔

محترم حافظ صاحب نے فرمایا کہ سیدنا حضرت فضل عمرؓ نے اپنی ایک کتاب میں لفظ "متلاشی" لکھا ہے۔ اس پر ایک صاحب نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی خدمت میں یہ اعتراض لکھ کر بھیجا ہے۔ کہ "متلاشی" کا لفظ تلاش سے عربی قاعدے کے مطابق اسم فاعل بنایا گیا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ لفظ تلاش ترکی کا لفظ ہے۔ اور ترکی میں اس سے اسمِ فاعل تلاشی موجود ہے۔ محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے یہ اعتراض سیدنا حضرت فضل عمرؓ (اللہ آپ سے راضی ہو) کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا تو حضور نے فرمایا کہ یہ لفظ سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ کی آپ پر سلامتی اور رحمت ہو) نے بھی اپنی کتب میں لکھا ہے۔ جن کو خدا تعالیٰ نے "سلطان القلم" کا خطاب بخشا ہے۔

محترم حضرت حافظ صاحب نے مزید فرمایا کہ سیدنا حضرت فضل عمرؓ (اللہ آپ سے راضی ہو) نے یہ اعتراض مجھے بھجوا دیا ہے اور یہ لغات کی انہیں کتابیں پڑی ہیں۔ جن سے میں اس کے جواب کے لئے تحقیق کر رہا ہوں۔

اس مجلس میں محترم حضرت حافظ صاحب نے "غلط العام" اور "غلط العوام" ہر دو اصطلاحوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ کہ مستند اہلِ زبان علماء یہ تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ وہ لفظ جو غلط ہونے کے باوجود مستند اور مسلمہ اہلِ زبان نے بکثرت استعمال کیا ہو۔ وہ درست ہی نہیں بلکہ فصیح مانا جاتا ہے۔ اور ایسے ہی مواقع کے لئے "غلط العام فصیح" بولا جاتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس وہ لفظ جو عوام نے غلط استعمال کیا ہو۔ اور خواہ انہوں نے کتنی ہی بار اسے کثرت سے استعمال کیا ہو۔ وہ غلط ہی ہوگا۔ کیونکہ اس بارے میں مستند اہلِ زبان علماء نے یہ کہا ہے۔ "غلط العوام غیر فصیح" محترم حضرت حافظ صاحب نے ان ہر دو اصطلاحوں کی بڑی ہی دلچسپ اور معلومات افزا وضاحت فرمائی تھی۔

محترم حضرت حافظ صاحب کے اس بیان سے آپ کی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ "اردو زبان کے ادیبوں کو اس بات پر اصرار ہے (اور ہم بھی ان سے متفق ہیں) کہ جب کسی زبان کا کوئی لفظ اردو زبان لیتی ہے تو اس بات کا لحاظ نہیں رکھا جاتا کہ جس زبان سے وہ لفظ لیا گیا ہے۔ اس کے اہلِ زبان اسے کس طرح بولتے ہیں۔ انگریزی میں کتنے الفاظ اطالوی یا فرانسیسی زبان سے لئے گئے ہیں۔ لیکن وہ اصل حالت میں قائم نہیں رکھے گئے۔ مگر یہاں یہ صورت نہیں ہے۔ کیونکہ مکرم جمیل الرحمن صاحب رفیق نے جن غلط الفاظ کی نشاندہی کی ہے۔ ان کی بابت مکرم پروفیسر صوفی بشارت الرحمن صاحب ایم۔ اے یہ لکھ چکے ہیں کہ جناب جمیل الرحمن صاحب رفیق نے جن اغلاط کی نشاندہی کی ہے۔ خاکسار کے ناقص خیال میں ابھی تک مستند اہل زبان نے انہیں نہیں اپنایا" اور "جب تک مستند اہلِ زبان کے اپنانے کی وجہ سے کوئی تلفظ زبان زدِ خلائق نہ ہو جائے۔ اس وقت تک یہی امر بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اصل تلفظ کو ہی مقدم کیا جائے" لہٰذا یہی بات درست اور مناسب ہے۔ کہ جن الفاظ کو مستند اہلِ زبان علماء نے ابھی اختیار نہ کیا ہو۔ ان کو ان کی اصل حالت میں ہی بولا اور لکھا جائے۔

۲۔ آپ نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ "انگریزی میں کتنے الفاظ اطالوی اور فرانسیسی زبان سے لئے گئے ہیں لیکن وہ اصل حالت میں قائم نہیں رکھے گئے" اس سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ جب کوئی لفظ دوسری زبان میں جا کر اپنی اصل حالت پر قائم نہیں رہتا۔ بلکہ اپنی شکل بدل لیتا ہے۔ تو اب وہ لفظ پہلی زبان کا لفظ نہیں رہتا۔ بلکہ دوسری زبان کا لفظ بن جاتا ہے۔ اس لئے اس زبان والے اسکے تلفظ میں اپنی مرضی سے تصرف کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر وہ لفظ دوسری زبان میں جا کر بھی اپنی اصل حالت پر قائم رہتا ہے تو اغلب یہی ہے کہ اس کے اصل تلفظ کو ہی قائم رکھا جائے۔ اور یہاں یہی صورت ہے کہ مکرم جمیل الرحمن صاحب نے جن پانچ الفاظ کو پیش فرمایا ہے۔ وہ نہ صرف اپنی اصل حالت پر قائم ہیں بلکہ اردو زبان کے مستند علماء ان کو اسی تلفظ میں بولتے اور لکھتے ہیں جس تلفظ میں اہلِ عرب ان کو لکھتے اور بولتے ہیں صرف ہمارے عوام ان کو غلط تلفظ سے بولتے ہیں جسکی اصلاح ضروری ہے۔

یہ اصلاح اسلئے بھی ضروری ہے کہ جس طرح مَشعل کو مِشعل پڑھنے سے یہ قباحت لازم آتی ہے کہ مَشعل کا لفظ بنانے والے نے اسے چراغ دان اور شمع کے لئے بنایا تھا۔ مگر مِشعل کے معنی ہیں پونی۔ بالکل یہی حالت خزانہ اور وَداع کی ہے۔ کہ خِزانہ کے عربی اور اردو میں معنے گودام اور مال کے ہیں جبکہ عربی میں خَزانہ (گوشت کے) بدبودار ہونے کو کہتے ہیں۔ اور وَداع کا لفظ رخصتی اور روانگی کے معنوں میں مستعمل ہے۔ مگر وِداع کا لفظ ترک عداوت اور مسالمہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ میں یہاں یہ عرض کر دوں کہ اردو لغات کی رو سے "اردو اور فارسی میں وداع بکسرِ اوّل" (واؤ) بولا جاتا ہے اور اسی طرح شَجاعت کا لفظ بھی اردو لغات کی رو سے شُجاعت ہی زبان زدِ خاص و عام ہے اور اسکی وجہ شاید یہ ہو کہ شُجاعت کو بولتے وقت ہماری زبان میں ایک خاص قسم کا زور اور دبدبہ پیدا ہوتا ہے۔ جو اس لفظ کا ایک لازمہ ہے۔ مگر شَجاعت کو بولتے وقت زبان کو ہلکا پن محسوس ہوتا ہے۔ اور ہم یہ پسند نہیں کرتے مجھے خوب یاد ہے کہ مکرم ثاقب زیروی صاحب کی ایک ابتدائی نظم کا ایک مصرع تھا۔ ع "بڑے دن ہوگئے بات ہے یہ پرانی" میں نے جب ان سے عرض کیا کہ "بڑے" کی بجائے "بہت" ٹھیک نہ تھا۔ تو انہوں نے یہی فرمایا تھا۔ کہ "بڑے" کے لفظ کو ادا کرتے وقت ایک قسم کا زور اور دبدبہ پیدا ہوتا ہے۔ جب کہ "بہت" اس خوبی سے محروم ہے۔ اب رہا لفظ ثُمن ــ تو اس بارے میں عرض ہے کہ عربی میں ثُمن اور ثِمن دونوں ہی بولے جاتے ہیں۔ مگر جماعتی یک جہتی کے لئے ضروری ہے۔ کہ "علوم ظاہری و باطنی سے پُر" آقا نے اس کو جس تلفظ میں ادا کیا تھا۔ اسی کو ترجیح دی جائے۔

بقیہ: ص ۴ سے آگے

اور اندر کالے رنگ کے بیج ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے سیاہ مرچ کا دانہ ہو۔ بعض دوکاندار انہی بیجوں کو سیاہ مرچ کے ساتھ ملا کر فروخت کر دیتے ہیں۔

تازہ بیج اگر ہتھیلی پر رکھیں تو بیج کے اوپر ایک نیم شفاف جھلی نظر آئے گی اگر ایسے وقت میں اسے نرم ریت کی ہلکی سی تہ میں چھپا کر بو دیا جائے تو اس کی قوتِ نمو بہت تیزی سے اسے اگا دے گی۔ گملے میں بھی پنیری اگائی جا سکتی ہے اور براہ راست مستقل مقام پر بھی بیج لگایا جا سکتا ہے۔ جن تازہ بیجوں میں جڑیں نظر آئیں وہ بہت تیزی سے اگتے ہیں۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ اسے نرم ریت میں اگالیں۔ سردی کے چار پانچ ماہ (اکتوبر۔ نومبر۔ دسمبر۔ جنوری فروری) کے علاوہ بیج اگ سکتا ہے۔ اگنے کے دوران گملے کو سرد رات میں باہر نہ رکھیں بلکہ برآمدے میں رکھیں۔

نوٹ

یہ ممکن ہے کہ ایڈیٹر صاحب میرے لمبے مضمون کو پوری جگہ نہ دیں۔ اس لئے اگر وہ کوئی تفصیل نہ چھاپیں۔ تو دوست بذریعہ خط خاکسار سے رابطہ قائم کر کے مزید معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ بیج بھی مل سکتا ہے اس لئے خاکسار کا پتہ نوٹ کر لیجئے۔

مرزا عبداللطیف پروفیسر ملٹری کالج
سرائے عالمگیر (ضلع گجرات)

پودوں اور پتوں کی تصاویر کے علاوہ سارا مضمون شائع کر دیا گیا ہے لیکن اگر اس کے باوجود کوئی دوست صاحب مضمون سے کوئی بات پوچھنا چاہیں تو ضرور پوچھیں۔ کہتے ہیں نا۔ نیکی اور پوچھ پوچھ۔

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ـــ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لجنہ کالم

حضرت فضلِ عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) نے ۲۴ جولائی ۱۹۲۵ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

ابھی مجھے ایک دوست نے ایک رقعہ دیا ہے جس میں یہ سوال کیا گیا ہے کہ ایک عورت جو عاقل اور بالغ ہے وہ اگر یہ چاہتی ہو کہ اس کے نکاح کے وقت اس کا مہر دے دیا جائے تاکہ وہ اسے اپنے والدین کو دے دے جو قابلِ امداد ہیں تو آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

چونکہ ہمارے ملک میں لڑکیوں کے متعلق والدین کا فائدہ اٹھانا ایسا عام ہو رہا ہے کہ پنجاب میں ۵ فی صدی کے قریب لوگ یہ کام کرتے ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میں اس مسئلے کے متعلق جو میری رائے ہے اور قرآن اور حدیث سے جو پتہ چلتا ہے وہ اس خطبہ میں بیان کروں۔

یہ ایک موٹی بات ہے اور اسے ہر شخص آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے جس میں نہ کسی کو انکار ہے اور نہ اختلاف کہ اگر صدقہ اور خیرات، ایک اشد ترین مخالف کو جس کے ساتھ کوئی رشتہ نہ ہو۔ کوئی خونی تعلق نہ ہو۔ کوئی رحمی تعلق نہ ہو، دیا جا سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ عورت والدین کے ساتھ حسنِ سلوک نہ کرے۔ اور اس روپے کو اشد ترین ضرورتوں کے وقت ان کو نہ دے۔ اس لئے یہاں یہ سوال نہیں پیدا ہوتا کہ کوئی عورت اپنے ماں باپ کی مدد کر سکتی ہے یا نہیں۔ کیونکہ اس بات میں کسی مذہب والا بھی اختلاف نہیں رکھے گا کہ جس طرح ایک مرد پر ماں باپ کی خدمت فرض ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ جہاں تک اس سے ہو سکے وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرے یہ بات نہیں کہ ماں باپ لڑکوں کو تو پالتے ہیں مگر لڑکیوں کو نہیں پالتے اور نہ یہ ہے کہ لڑکے تو پیدا ہوتے ہیں اور لڑکیاں آسمان سے گرتی ہیں۔ بلکہ دونوں کو ایک ہی طرح پالتے ہیں اور دونوں پیدا ہوتے ہیں اور دونوں کے لئے انہیں ایک ہی طرح کی تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اس لئے جس طرح لڑکوں کے لئے فرض ہے کہ ماں باپ سے حسن سلوک کریں اسی طرح لڑکیوں پر بھی فرض ہے کہ وہ ان کی مدد کریں۔ پس یہاں یہ سوال پیدا نہیں ہو سکتا کہ آیا لڑکیوں کے لئے ماں باپ کی امداد کرنا جائز ہے یا نہیں۔ کسی سوال کے مختلف پہلو ہوتے ہیں اور جب تک ان سب پہلوؤں پر غور نہ کیا جائے تب تک سوال اچھی طرح حل نہیں ہو سکتا ہم نماز کے متعلق، روزے کے متعلق، بلا استثناء کوئی حکم نہیں دے سکتے۔ شریعت میں استثناء رکھے گئے ہیں اور ہمیں ان کا لحاظ رکھنا پڑے گا۔ میں اگر اس جگہ یہ سوال ہوتا کہ لڑکی اپنے ماں باپ کی مدد کر سکتی ہے یا نہیں تو جواب یہ ہوتا کہ ضروری ہے کہ وہ کرے۔ اور جہاں تک اس سے ہو سکتا ہے ان کے ساتھ حسن سلوک اور مروت کرنے سے دریغ نہ کرے لیکن اس سوال کے بعض اور پہلو بھی ہیں اور ان کا مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً پہلی بات جسے مدنظر رکھنا ضروری ہے یہ ہے کہ انسان مال کو وقتی طور پر قربان کر سکتا ہے۔ جان کو وقتی طور پر قربان کر سکتا ہے۔ وقت کو وقتی طور پر قربان کر سکتا ہے۔ آرام کو وقتی طور پر قربان کر سکتا ہے مگر ان میں سے کسی قربانی کو مسلسل جاری نہیں رکھ سکتا۔ ایک انسان یہ تو کر سکتا ہے کہ ایک وقت کے لئے کسی تکلیف کو برداشت کر لے لیکن یہ نہیں کر سکتا کہ کسی ایک چیز کو بھی ہمیشہ ہمیش کے لئے برداشت کرتا رہے۔ حضرت ابو بکرؓ کے اخلاص اور ایثار کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چندے کی تحریک فرمائی تو حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے دل میں کہا آج ابو بکرؓ سے بڑھنے کا میرے لئے موقع ہے۔ یہ خیال کر کے آپ نے اپنا نصف مال لا کر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھ دیا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کتنا مال لائے ہو۔ تو انہوں نے کہا حضور۔ نصف لے آیا ہوں اور نصف گھر والوں کے لئے چھوڑ آیا ہوں پھر آپ نے حضرت ابو بکرؓ سے پوچھا۔ انہوں نے کہا میں سب کچھ لے آیا ہوں۔ اور گھر میں خدا اور رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے سمجھا آج بھی میں حضرت ابو بکرؓ کا مقابلہ نہیں کر سکا۔ میرے دل میں شرمندگی پیدا ہوئی کہ میں نیت کر کے بھی نہ بڑھ سکا۔ اور یہ بے نیت ہی بڑھ گئے۔ یہ ایک وقتی قربانی تھی جو پورے اخلاص کے ساتھ کی گئی۔ لیکن اگر یہ ہمیشہ ہمیش کے لئے ہوتی یعنی جو کچھ بھی انہیں میسر آتا وہ سارے کا سارا ہر روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور لا کر رکھ دیتے تو یہ ابو بکرؓ جیسے انسان کے لئے بھی ناممکن اور ناقابل برداشت ہوتا اور وہ اپنے نفس کے حقوق، اپنے بیوی بچوں کے حقوق، ہمسایوں کے حقوق، قرابتیوں کے حقوق کو ادا نہ کر سکتے جن کا ادا کرنا بھی انسان پر فرض ہے۔ پس ہمیشہ ہمیش کے لئے ایسا نہیں ہو سکتا۔ البتہ وقفہ وقفہ کے بعد ہو سکتا ہے اور ہمیشہ کے لئے ایسا کرنا شرعاً بھی ناجائز تھا۔ کیونکہ مال پر ان کی اپنی زندگی کا بھی مدار تھا۔ ان کے بیوی بچوں کی زندگی کا بھی مدار تھا۔ انہوں نے کھانا کھانا تھا۔ کپڑے پہننے تھے۔ مکان کا انتظام کرنا تھا۔ رہائش کا بندوبست کرنا تھا۔ اور دوسری ضروریات پوری کرنی تھیں۔ پس اگر وہ ہمیشہ کے لئے ہی اس طریق کو اختیار کر لیتے کہ ہر روز سب کچھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لا کر دے دیتے تو یہ نبھ نہ سکتا اور ان کے لئے ایسی مشکلات پیدا ہو جاتیں کہ ناقابل برداشت ہوتیں۔

اسی طرح ایک انسان یہ تو برداشت کر لے گا کہ مال تو مال، جان تک بھی ایک دوست کی خاطر دے دے۔ مثلاً اگر وہ یہ دیکھے کہ اس کا دوست ڈوب رہا ہے تو اس کو بچانے کے لئے خواہ وہ تیرنا بھی نہ جانتا ہو کود پڑے گا۔ اور یہ بھی وہ خیال نہیں کرے گا کہ مجھے تیرنا نہیں آتا۔ کیونکہ ایک دوست کی خاطر جان دے دینا وہ گوارہ کر لے گا لیکن یہ نہیں گوارہ کر سکے گا کہ سسک سسک کر جان دے اور متواتر صدمات سہنے کے لئے اپنی جان پیش کر دے پس یہ تو برداشت ہو سکتا ہے کہ اپنی زندگی کو ایسی تکلیف میں ڈال دے جو وقتی ہو لیکن ہمیشہ کے لئے کوئی تلخی میں پڑنا گوارا نہیں کر سکتا۔ ایک دوست ایک دوست کی خاطر ایک گھنٹہ تو جان تک دے دے گا لیکن ساری عمر کے لئے اپنی زندگی اس کی خاطر ایسی بنا لے کہ ہر وقت اپنے آپ کو موت کے منہ میں ڈالے رکھے یہ ناممکن ہے۔ مثلاً ایک شخص کو کسی سے محبت ہو اور وہ اس سے جان طلب کرے تو وہ دے دے گا۔ لیکن اگر وہ یہ کرے کہ ایک نشتر کے ساتھ اس کے جسم کو چھیلنا شروع کر دے یا اس کے بدن سے تھوڑا تھوڑا گوشت کاٹنا شروع کر دے تو اس کے لئے اپنے آپ کو تیار نہیں پائے گا۔ اسی طرح ایک شخص اپنے کسی دوست یا عزیز کے واسطے کوٹھے سے گر کر جان دے دینا گوارا کر سکے گا۔ آگ میں جل کر جان دینے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ لیکن سوئیوں سے چھیدا جا کر جان دینا اس کی برداشت سے باہر ہو گا۔ اور اس کے لئے وہ اپنے آپ کو ہرگز تیار نہ پائے گا۔ کیونکہ وقتی طور پر جان دینا ممکن ہے لیکن زندہ رہتے ہوئے ہمیشہ کے لئے تکلیف میں پڑے رہنا بہت مشکل۔ بلکہ بعض حالتوں میں ناممکن العمل بات ہے۔

اب دیکھو مہر کیا چیز ہے۔ مہر عورت کی آئندہ زندگی کے ایسے اخراجات کے پورا کرنے کے لئے ہے کہ جن میں سے بعض کا ذکر وہ اپنے خاوند سے بھی نہیں کر سکتی یا جن اخراجات کی اسے آئندہ زندگی میں ضرورت پیش آتی ہے۔ اور شادی کے وقت وہ ان کو جانتی بھی نہیں۔ پھر عورتوں کی بعض ایسی ضرورتیں ہوتی ہیں کہ وہ خاوندوں کو کہہ تو سکتی ہیں لیکن بعض حالات کے مطابق خاوند ان کو پورا نہیں کر سکتے اس لئے ان کے پاس اپنا کچھ مال ہونا چاہیئے۔ مثلاً ایک عورت اگر اس کے پاس مال ہو تو وہ اپنے غریب رشتہ دار و یا غریب والدین کی مدد کر سکتی ہے غریب اقرباء کو مدد دے سکتی ہے۔ مگر یہ اس کی غیرت کے خلاف ہے کہ خاوند سے کہے کہ میرے ماں باپ قابل امداد ہیں۔ ان کی مدد کرو۔ یا میرے رشتہ داروں کو کچھ دو۔ اس بار میں عورت بڑی غیرت رکھتی ہے اور وہ فطرتاً اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ اپنے والدین کو خاوند کے سامنے حاجتمند قرار دے۔ غرض کئی صورتیں ہیں جن کے لئے عورت کا اپنا مال بھی ہونا چاہیئے۔ اسی لئے شریعت نے مہر رکھا ہے تاکہ اگر ضرورت پڑے تو اس سے وہ اپنے کاموں میں خرچ کر سکے جن کے لئے وہ اپنے خاوند سے نہیں کہہ سکتی اور ان قابل امداد رشتہ داروں کی مدد کر سکے جن کیلئے وہ اپنے خاوند سے کہنا مناسب نہیں خیال کرتی۔ پس مہر وہ مال ہے جو عورت کی ساری عمر میں کام آنے کے لئے ہے۔

دوسری بات جس کا مدنظر رکھنا ضروری ہے

باقی صـ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

نیت ہے۔ اگر یہ رائج ہو جائے کہ لڑکی کا مہر والدین لے لیا کریں تو اس بات کا بہت بڑا خطرہ ہے کہ بہت سے والدین کی نیت اس کی شادی میں صاف اور بے لوث نہیں رہے گی۔ ماں باپ عورت کے لئے آخری اپیل کی جگہ ہوتے ہیں۔ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو جھٹ ماں باپ سے اس کا ذکر کرتی ہے اور اسے خیال ہوتا ہے کہ اگر اور کسی جگہ پر میری بات نہ سنی گئی تو اس جگہ ضرور سنی جائے گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ لڑکی کے معاملات میں ماں باپ کی کوئی نفسانی غرض شامل نہ ہو تا ان کی ہمدردی اس سے متاثر نہ ہو۔ اور مصیبت کے وقت اور جو لڑکی والدین کی نفسانی اغراض کا شکار ہو کر کسی ایسی جگہ بیاہی جائے جو اس کے مناسب حال نہ ہو وہ ہمیشہ کے لئے تکلیف میں رہے گی۔ نامناسبت کی وجہ سے جب اس کے محبت کے تقاضے، جذبات کے تقاضے، احساسات کے تقاضے، ضروریات کے تقاضے، آرام و آسائش کے تقاضے پورے نہ ہوں گے تو وہ اپنی زندگی کو موت سے بدتر خیال کرے گی۔ اس وجہ سے کوئی لڑکی اس قسم کی تکلیفوں کو تمام عمر برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ اگر ایک وقت اسے ماں باپ کے لئے جان بھی دینی پڑے تو وہ دے دے گی۔

اس خطبے کے اختتام پر حضور فرماتے ہیں:۔

ہاں اگر عورت کو مہر مل جائے اور اس پر چار پانچ سال ہو گئے ہوں۔ یا کم از کم ایک سال تک اس کے پاس روپیہ رہ چکا ہو تو پھر اگر وہ اسے اپنے خاوند یا ماں باپ کو دے دے تو میں کہوں گا درست ہے اور پسندیدہ۔ اگر کسی عورت کا مہر ایک ہزار ہو اور اسے خاوند ایک لاکھ اپنی طرف سے دے دے تو میں کہتا ہوں۔ وہ عورت اگر گھر بار کی ضروریات اور حالات سے واقف ہونے لڑکی کے لئے وہ جائے پناہ بن سکیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ماں باپ کی نیت نکاح کے وقت بالکل پاک و صاف ہو لیکن اگر یہ بات جائز رکھ دی جائے کہ وہ مہر کی رقم لے لیا کریں یا اپنے لئے کچھ رکھ لیں تو قطع نظر اس کے کہ اخلاق کیا کہتا ہے قطع نظر اس کے کہ شریعت کا کیا حکم ہے۔ قطع نظر اس کے کہ تمدن پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے۔ اس کا ایک خطرناک نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کے مدِنظر لڑکی کو کسی مناسب جگہ بیاہنا نہیں ہوگا بلکہ یہ ہوگا کہ کہاں سے انہیں زیادہ رقم مل سکتی ہے۔ یعنی اگر ان کے لئے اجازت ہو کہ وہ مہر کا روپیہ لے سکیں تو وہ حتی الوسع یہ کوشش کریں گے کہ کسی ایسی جگہ لڑکی بیاہیں جہاں سے انہیں زیادہ روپیہ ملنے کی امید ہو۔ اور یہ نہیں دیکھیں گے کہ لڑکی کے لئے وہ جگہ موزوں بھی ہے یا نہیں۔ وہ طمع کے نیچے آ کر کسی مناسب جگہ کے بدلے غیر مناسب جگہ بیاہ دینے کی کوشش کریں گے۔ مثلاً کسی ایسے امیر سے بیاہ دیں گے جو بعض وجوہ کی بنا پر لڑکی کو اچھی طرح نہ رکھے یا اس کے لئے بجائے سکھ کے دکھ اور بجائے راحت کے تکلیف ہو اور وہ ساری عمر مصیبت میں پڑی رہے۔ ماں باپ کی خاطر لڑکی ایک وقت تو کنوئیں میں کود سکتی ہے لیکن ہمیشہ کی مصیبت اس کے لئے ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ کے بعد ایک لاکھ ایک ہزار روپیہ بھی ماں باپ کو دے دے تو میں کہوں گا۔ اس نے بہت اچھا کیا۔ لیکن اگر ماں باپ شادی کے وقت ہی لیتے ہیں تو یہ بردہ فروشی ہے جو گناہ ہے لیکن جو عورت شادی کے بعد ماں باپ کی مدد کرے گی۔ اور اپنی ضروریات کو سمجھتے ہوئے مہر کی رقم ہی نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ماں باپ کو دے گی وہ خدا تعالیٰ کی مقبول ہوگی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی مقبول ہوگی اور وہ ماں باپ کی خدمت کا نیک نمونہ پیش کرے گی۔ پس دین حق کی یہ تعلیم ہے کہ اس کے خلاف کرنے والا تمدن، تہذیب اور سیاست کو توڑے گا۔

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کار پرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کار پرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۷۸۱ میں عبدالقدوس احمد ولد سلیمان صاحب پیشہ مربی عمر 28 سال بیعت 1980ء ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 5/1/90 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) زمین برقبہ 231 مربع میٹر مالیتی 1.650.000/- روپے (۲) دو راس گائے مالیتی 1.500.000/- روپے۔ میزان 3.150000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ 114.000/- روپے ماہوار بصورت الاؤنس مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ عبدالقدوس احمد انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱ YON SOFYAN-B.A انڈونیشیا گواہ شد نمبر۲۔ منیر الاسلام یوسف SY انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۷۷۸۲ MRS TATI SETIANAH W/O SALIM SUHERMAN - پیشہ ٹیچر عمر 33 سال بیعت 20/9/76 ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 30/9/88 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) زمین برقبہ 625 مربع میٹر مالیتی 1.500.000/- روپے (۲) حق مہر 300.000/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ 101.300/- روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ TATI SETIANAH ساکن انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱- H.MUHAMMAD AFFLIN انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲- ANDI SALIHIN انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۷۷۸۳ MRS YAYA MAHYA W/O DION پیشہ خانہ داری عمر 50 سال بیعت 1953ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 31/3/89 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زمین مع مکان مالیتی 20.000.000/- روپے (۲) تالاب مالیتی 2.000.000 روپے (۳) زمین مع مکان مالیتی 3.000.000/- روپے۔ (۴) حق مہر 5 گرام سونا مالیتی 100.000/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ 60.000/- روپے ماہوار بصورت جائیداد بالا ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ MRS YAYA MAHYA انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱- R.A. RIZA ADISUDARMA انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲- INDI IBRAHIM انڈونیشیا۔

پتہ درکار ہے

- مکرم ملک الطاف الرحمٰن صاحب ساکن 9/92، دستگیر سوسائٹی کراچی۔
- محترمہ خورشید بیگم صاحبہ زوجہ مکرم فضل محمد خان صاحب ساکن مسن باڈہ ضلع لاڑکانہ۔

اگر کوئی شخص ان کے بارہ میں جانتا ہو یا خود پڑھیں تو دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ سے رابطہ کریں۔

نئی و پرانی امراض کے دیرینہ ماہر ہومیو پیتھک ڈاکٹر منصور احمد صاحب بھٹی یورپ سے تشریف لے آئے ہیں۔
منجانب: بھٹی ہومیو پیتھک کلینک رحمت بازار ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیکی میں جتنی جلدی کی جائے اتنا ثواب زیادہ ہوتا ہے

تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ۲۔ نومبر کو فرما چکے ہیں ۔ وعدہ جات تحریک جدید جماعتوں کی طرف سے آنے شروع ہوگئے ہیں ۔ سیدنا حضرت فضل عمر کا ارشاد ہے کہ

"جس قدر جلد نیکی میں حصہ لے سکو لے لو"۔

جن جماعتوں نے ابھی تک نئے سال کے وعدے نہیں بھجوائے ان سے درخواست ہے کہ اپنے ٹارگٹ کے مطابق جلد از جلد وعدہ جات بھجوائیں ۔

وکیل المال اوّل ۔ تحریک جدید

ایک مستعد کارکن کی ضرورت

روزنامہ الفضل کو ایک ایسے مستعد، فعال اور محنتی کارکن کی ضرورت ہے جو مختلف شہروں میں دورے کر کے اشتہارات کے حصول کا کام کر سکے ۔ تعلیم کم از کم ایف۔ اے ہو۔ عمر ۲۵ تا ۴۰ سال اور صحت اچھی ہو۔ معقول معاوضہ بھی پیش کیا جائے گا۔ خواہشمند افراد صدر جماعت یا امیر جماعت کی تصدیق کے ساتھ خود ملیں ۔ ــــــ (مینیجر)

وقفِ جدید کا عشرہ وصولی ۲۳۔ نومبر سے ۲۔ دسمبر تک منایا جا رہا ہے ۔ جن احباب نے ابھی تک اپنا چندہ وقفِ جدید ادا نہیں کیا وہ جلد ادائیگی کی کوشش فرمائیں ۔

ضروری اعلان

احباب کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ خاکسار نے اپنی دکان تبدیل کر لی ہے۔ نئی دکان ذیشان جنرل سٹور۔ اقصیٰ روڈ کے ساتھ ہے ۔

میاں نسیم احمد طاہر گولڈ سمتھ اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ فون دکان: ۸۳۷ فون گھر ۶۱۷

مجلس انصار اللہ پاکستان

نصاب برائے امتحان سہ ماہی چہارم دسمبر ۱۹۹۰ء/۱۳۶۹ ہش

(۱) منتخب قرآنی آیات ۔

(۲) " احادیث

(۳) " تحریرات حضرت اقدس

تینوں کتب کی قیمت پندرہ روپے ہے لیکن امتحان دینے والے انصار کو رعائتی قیمت یعنی بارہ روپے میں مہیا کی جائے گی ۔

زعماء اور ناظمین اضلاع اپنی ڈیمانڈ سے جلد آگاہ فرمائیں۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ)

ضرورت ہے

کم از کم میٹرک پاس ایسے محنتی افراد جو ادویات کی سیل اور بکنگ کے کام کو سنجیدگی کے ساتھ بطور پیشہ اپنانا چاہتے ہوں، معاوضہ انتہائی معقول، اپنی درخواستیں صدر صاحب محلہ یا امیر جماعت صاحب کی تصدیق کے ساتھ مندرجہ ذیل پتہ پر بھجوائیں ۔ یا خود انٹرویو کے لئے تشریف لائیں ۔

مینجر کیور ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی

گولبازار ۔ ربوہ

فون نمبر : ۶۰۶ ، ۷۷۱

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم میاں نواز شریف پانچویں سارک سربراہ کانفرنس میں شرکت کے بعد ابوظہبی تشریف لے گئے جہاں شیخ زید بن سلطان النہیان نے ان کا خیر مقدم کیا ۔

○ پانچویں سارک سربراہ کانفرنس مالدیپ کے دار الحکومت مالے میں ختم ہو گئی ۔ اعلان مالے میں سارک ممالک کے درمیان تعاون کے ایک سمجھوتے پر دستخط کئے گئے ۔

○ سابق نگران وزیر اعظم مسٹر غلام مصطفےٰ جتوئی نے کہا ہے کہ پنجابی وزیر اعظم کیلئے جو مہم چلائی گئی تھی ۔ وہ بڑی خطرناک تھی ۔ انہوں نے شکوہ کیا کہ ملک کے اہم ترین عہدوں صدر، وزیر اعظم، چیئرمین سینٹ، سپیکر قومی اسمبلی، چیف آف آرمی سٹاف اور چیف جسٹس سپریم کورٹ میں سے ایک بھی سندھی نہیں ۔

○ پاکستانی سائنسدانوں نے جدید ترین میزائیل عنزہ دوم تیار کر لیا ہے ۔

○ پاکستان اور ویسٹ انڈیز کے درمیان دوسرے کرکٹ ٹیسٹ کے پہلے دن پاکستانی ٹیم ویسٹ انڈیز کے باؤلروں کا مقابلہ نہ کر سکی اور دن کے اختتام پر ۱۷۰ رنز بنا کر آؤٹ ہو گئی ۔ سلیم ملک نے ۷۵ رنز بنائے ۔

○ بلوچستان کی مخلوط حکومت میں پی ڈی اے بھی شامل ہو گئی ہے ۔ ان کے ایک رکن کو وزیر بنا لیا گیا ہے ۔

○ نواب اکبر بگٹی نے کہا ہے کہ بلوچستان کی حکومت پیپلز پارٹی کی پالیسیوں پر چل رہی ہے ۔

○ حالیہ انتخابات میں اخراجات کے گوشوارے جمع کرانے کا کام شروع ہو گیا ہے ۔ ۲ دسمبر تک گوشوارے نہ جمع کروانے والے نااہل قرار پا سکتے ہیں ۔

○ امیر جماعت اسلامی نے کہا ہے کہ اپوزیشن کا محاذ ہم پیپلز پارٹی کے لئے کھلا نہیں چھوڑنا چاہتے ۔ اسلئے حکومت میں شامل نہیں ہوئے انہوں نے کہا کہ شریعت بل کی منظوری میں تاخیری حربوں کو برداشت نہیں کیا جائے گا ۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے طویل مدت کے لئے پیرس جانے کا ارادہ کر لیا ہے ۔ ان کے پروگرام کی حتمی منظوری پارٹی کی سنٹرل کمیٹی دے گی ۔

غیر ملکی خبریں

○ امریکہ کے صدر بش نے کہا ہے کہ انہیں امید نہیں ہے کہ خلیج کے مسئلے کا کوئی پرامن حل نکل سکے ۔ انہوں نے سعودی عرب میں سابق امیر کویت سے گفتگو کے دوران کہا کہ جب ہم دوبارہ ملیں گے تو کویت آزاد ہو چکا ہوگا ۔

○ پاکستان اور مقبوضہ کشمیر کے درمیان کنٹرول لائن پر بھارتی فوج کی مسلسل بلا اشتعال فائرنگ سے ایک نوجوان شدید زخمی ہو گیا ۔

○ روس کے صدر مسٹر گورباچوف نے کہا ہے کہ وہ عراق کے صدر صدام حسین کو اس بات کی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ عالمی برادری کو گھٹنوں کے بل جھکنے پر مجبور کر دے ۔

○ امریکہ کے صدر بش اردن کے صدر شاہ حسین سے ناراض ہو گئے اور ان سے طے شدہ ملاقات بغیر وجہ بتائے منسوخ کر دی گئی ۔ اردن کے شاہ نے اس ملاقات سے چند دن قبل امریکہ کی اس پالیسی پر تنقید کی تھی کہ وہ خلیج کے مسئلے پر بڑی سرگرمی دکھا رہا ہے لیکن فلسطین کے مسئلے پر بے حسی کا مظاہرہ کر رہا ہے ۔

○ برطانیہ کی وزیر اعظم مسز مارگریٹ تھیچر نے وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ دے دیا ہے ۔ انہوں نے گیارہ سال تک حکومت کی اور وہ طویل ترین عرصہ تک حکومت کرنے والی وزیر اعظم تھیں ۔ ان کو خاتون آہن کہا جاتا تھا ۔

○ جرمنی کی حکومت نے اس خبر کی تردید کی ہے کہ وہ پاکستان کو کوئی خصوصی امداد دے رہا ہے ۔ حکومت جرمنی نے اس بارے میں حکومت پاکستان کے ہینڈ آؤٹ کو غلط قرار دیا ۔